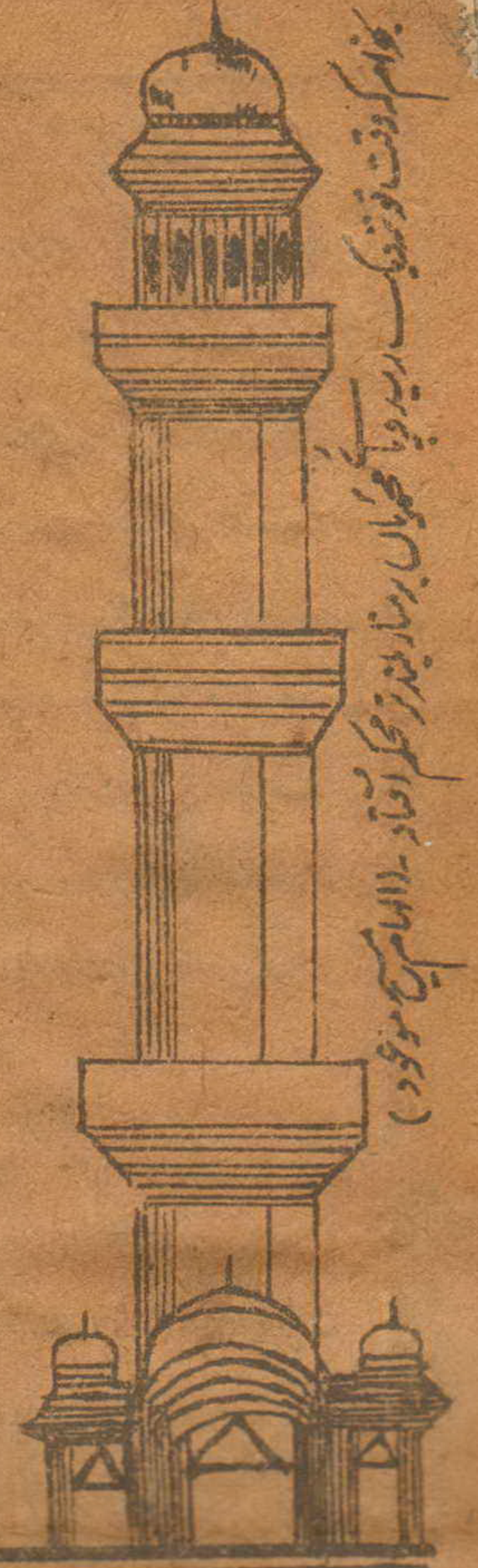


بشارت دی کہ اک میٹاب سیرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا
بشارت کیلئے اک دل کی غذا دی
جو ہو گا ایک دن محبوب میرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
نہج ان الذی اخری الا عادی



بھلا کہ وقت تو نہ دیکھ
ریہ دیکھو بھلاں برسات پھر زحکم آباد - (الہامیج موعود)

پہلا ہفت وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان

قانون

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایڈیٹور و پریس مینٹ سہیل علی

جلد ۳ یوم پچیسینہ - مورخہ ۸ - اگست ۱۹۱۸ - نمبر ۳

سلسلہ کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت اچھی ہے۔ ۲۔ افریقی
مشورے کے مطابق آپ ڈلہوزی ہی میں ہیں خداوندیکم
آپ کو جلد شفاء کاملہ بخشنے
۲۔ ۲۴ اگست کو دو نو مدرسوں میں پھر مسیحی
میں تمام جامعہ نے برٹش گورنمنٹ کے لئے دعا کا سیاہ
دفع و نصرت کی
۳۔ گری نہایت شدید ناقابل برداشت ہو رہی ہے
خدا بادلان رحمت اپنے پیارے بندوں پر بھیجے۔

مجرمانہ سازشوں کی تحقیقات کر نیوالی

کمیٹی کی رپورٹ

(پنجاب کے متعلق بعض دلچسپ تفصیلات)

مختلف مقامات میں
بغاوت کی تجویز
سازشیوں کا منصوبہ یہ تھا کہ لاہور
فیروز پور۔ لاہور ٹنڈی میں بیکارگی
بغاوت ہو جائے۔ بعد ازاں
یہ معلوم ہوا کہ نقل و حرکت کے متعلق ان کا ارادہ زیادہ
وسیع تھا۔ سازشیوں کا مقصد نہ صرف یہ تھا کہ بغاوت
پنارس اور جیلپور وغیرہ مقامات تک بھی پھیل جائے۔
بلکہ یہیں سفیر شہادت کی بناء پر معلوم ہوا ہے کہ مشرقی
بنگلہ میں کم از کم بنن آدمیوں کو یہ معلوم تھا کہ ۸ فروری

کو کیا ہونے والا ہے۔ وہ دھاک میں بغاوت کا انتظام کر
رہے تھے۔
گورنمنٹ پنجاب نے پولیس اور رائل
کمانڈر کا انتظام کر کے اس بلٹنی
پیس کرنے کی ضرورت
کو روکنے کی کوشش کی۔ لیکن یہ
کارروائیاں ناکافی ثابت ہوئیں۔ ۲۵ فروری ۱۹۱۸ء
کو گورنمنٹ پنجاب نے گورنمنٹ ہند کو ایک رپورٹ بھیجی۔
اس میں بھلا کہ صورت معاملات تھے بڑی تیزی سے اور
خطرناک طریقہ میں ترقی کی ہے۔ اور وسطی اصطلاح کی
دیہاتی آبادی پر اس کا بہت بڑا اثر پڑا ہے۔ دیہات کے
معززین اور افسروں کو خوف زدہ کیا جاتا تھا۔ انقلاب
پسند فوج کو وفاداری سے برگشتہ کرنے کے لئے ہر
ایک کوشش کر رہے تھے۔ ۱۹ کو جس سازش کا راز
افتشاء ہوا اس کا مقصد ایک رجیمٹ کے بارود خانہ

عام چند سالہ چاروں - غیر ملکی
کرستطاعت صاحب بجا کیمت اور نیکی ایک ایک کے تین ماہ کا چٹا کرستطاعت

اور اسکو خاند پر حملہ کرنا تھا۔ اسی مقصد کے لئے اسی روز ۳۰ آدمی ٹرین میں سوار ہو کر فیروز پور پہنچے جن میں سے چند مسلمان طلباء سرحد پر ہندوستانی نیم دیوا افیو کے ساتھ شریک ہونے کے لئے چلے گئے۔ گورنمنٹ ہند کو ایات میں تامل تھا کہ عدالتوں اور معمولی قانون کی حد سے کوئی کارروائی باہر کی جیسے لیکن پنجاب اور بنگال میں صورت معاملات بہت خطرناک ہوتی جا رہی تھی۔ اس لئے قانون حفاظت ہند پاس کیا گیا۔ اس قانون کا اثر بہت اچھا ہوا۔ چنانچہ ایک ماہ کے عرصہ میں ہی نہایت خطرناک صورت معاملات میں اصلاح ہو گئی۔

نظر بندیاں اور دیگر پیشیندیاں

اس قانون کے ماتحت پنجاب میں نظر بندیوں کا ذکر کرنے کے بعد کہیں نے کہا ہے۔ کہ گورنمنٹ پنجاب نے یہیں مطلع کیا ہے کہ مندرجہ ذیل پیش بندیاں بھی کی گئی ہیں :-

(۱) چار ایڈیٹران اخبارات کو حکماً جرمنوں کے حق میں یا نفرت زدہ کریموالے مضامین شائع کرنے کی ممانعت کی گئی۔ ایک اخبار جس کا ایڈیٹر حفیظ عین خان سابق ایڈیٹر زمیندار ہے اس کے متعلق حکم دیا گیا کہ اس کے مضامین چھپنے سے پہلے سنسری منظوری حاصل کر لیا کریں (۲) مسٹر ملک اور مسٹر بن چندر پال کو اس صوبہ میں داخل ہونے کی ممانعت کر دی گئی۔ اس امر کی اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ان دونوں صاحبوں کا ارادہ پنجاب میں ہوم گزول کی تحریک کی اشاعت کے لئے دورہ کرنے کا تھا۔

غیر تعلیمی یافتہ لوگوں کیلئے ہوم رول کا مطالبہ۔ پنجاب کے خیال میں سازش غدر نے اباب کو ثابت کر دیا ہے۔ غیر تعلیمی یافتہ لوگ ہوم رول کے مطالبہ کا کیا مطلب سمجھتے ہیں۔ تعلیمی یافتہ لوگوں کے لئے حق بجانب ہو سکتا ہے۔ پنجاب میں ان کے داخلہ کی ممانعت کے متعلق جو احکام نافذ ہوئے تھے وہ ابھی تک زیر عمل آمد ہیں۔

اشتعال انگیز اپیلیں

محانت ظاہر ہے کہ پنجاب میں تحریک فدر عام خوزری کے قریب قریب لگی تھی۔ پرجوش سکھوں میں خیال اور فعل

میں بہت کم فاصلہ ہوتا ہے۔ لگاتار اشتعال انگیز اپیلیں کا اثر ہو جائے۔ تو وہ ہمد تن کارروائی کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اور ایسے طریقہ میں جو امن وامان اور آئینی حکومت کے لئے خطرناک ہو۔ بعض اشخاص اس تاریخ پر نظر ثانی کرتے ہوئے جس کا خلاصہ ہم نے کیا ہے گورنمنٹ پنجاب کی رائے کی تائید نہیں کرتے۔ اگر گورنمنٹ کے پاس قانون حفاظت ہند کا اختیار نہ ہوتا تو تحریک غدر کو اس قدر جلدی نہ دیا دیا جاتا۔

مسلمانوں کے متعلق

جن سازشوں کا ذکر ہم نے کیا ہے۔ ان کے ساتھ بہت ہی کم مسلمانوں کا تعلق تھا۔ صرف پچھلے دنوں برٹش حکومت کو زبردستی ملنے کی ایک ایسی تحریک پیدا ہوئی جسکو مسلمان تحریک کہا جاسکتا ہے یہ تحریک الگ تھلک تھی۔ اور اسکی بہت کم حمایت کی گئی۔ مسلمانوں نے جنگ میں جو حصہ لیا، اس پر وہ بجا طور سے فخر کر سکتے ہیں۔ ترکی کے شریک جنگ ہونے سے یہ حصہ اور بھی زیادہ ہو گیا۔ ہندوستان کے سب سے بڑے والے ریاست نظام حیدر آباد نے ایک وفادارانہ اعلان شائع کیا۔ جس سے ان کے ہم مذہبوں کے لئے ایک قابل قدر مثال قائم ہو گئی۔

مسلمان طلباء کی فراری

اسکے بعد کئی کی رپورٹیں ہیں جنہیں دیوانے مسلمانوں کی کارروائیوں کا حال دیا گیا ہے۔ جنہوں نے انگلستان کے دشمنوں کو مدد دینے یا ان کے ساتھ شامل ہوجانے کی خواہش ظاہر کی۔ جنوری ۱۹۱۵ء میں لاہور کے ۵۰ طلباء اپنے کاجوئے روانہ ہو گئے۔ اور سرحد پار نیم دیوانے ہندوستانیوں کے ساتھ مل گئے۔ اپریل ۱۹۱۵ء میں دو بنگالی مسلمانوں کو شمال مغربی سرحدی صوبہ میں گرفتار کیا گیا۔ ان کے قبضہ سے ۸ ہزار روپے برآمد ہوئے۔ جنکو لیکر وہ سرحد پار جا رہے تھے۔

ایک اور سازش کی گرفتاری

اگست ۱۹۱۵ء میں ایک سازش پکڑی گئی۔ اس سازش کا مقصد یہ تھا کہ برٹش حکومت کو سرحد پر حملہ کر کے تباہ کر دیا جائے۔ اس طرح پر کہ اس حملہ کے ساتھ اندروں ملک میں بھی بغاوت ہو جائے۔ اس مقصد کو سر انجام دینے کے لئے ایک مولوی عبید اللہ اگست ۱۹۱۵ء میں سرحد پار گیا۔

اسکے تین اور ساتھی عبید اللہ فتح محمد۔ اور محمد علی تھے۔ عبید اللہ اور اسکے ساتھیوں نے ایک سیم تیار کی۔ کہ برٹش حکومت کے بعد ہندوستان میں ایک عارضی گورنمنٹ قائم کی جائے۔ ایک شخص ہیند پر تاپ کہ اس گورنمنٹ کا پریذیڈنٹ بنانا تجویز کیا گیا تھا۔ یہ شخص ایک سپہ سالار ہندو خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ ۱۹۱۴ء کے اخیر میں اسکو الٹی رسوئیں زلینڈ اور فرانسیس جیلنے کے لئے پروانہ مہاراری دیا گیا۔ وہ سیدھا جینیوا گیا۔ وہاں وہ ہر دیال سے ملا۔ ہر دیال نے اس کا تعارف جرمن سفیر سے کرایا۔ اسکے بعد وہ برلن گیا۔ وہاں سے اسکو کابل میں ایک ضروری مشن پر بھیجا گیا۔ غالباً اسے جرمنوں کو یہ یقین دلایا تھا کہ وہ ایک مشہور اور بار بار سوخ آدمی ہے۔

وزیر اور وزیر اعظم

عبید اللہ کی تجویز تھی کہ وہ خود ہندوستان کا ایک وزیر بنے۔ برکت اللہ جو کرشن درما کا ایک دوست ہے۔ اور امریکہ کی غدر پارٹی کا ممبر ہے۔ اور برلن کے راستے کابل سے ہوا ہے وزیر اعظم بنانا تجویز کیا گیا تھا۔ وہ ریاست جویال کے ایک ملازم کا ایک لڑکا ہے۔ اور انگلستان۔ امریکہ اور جاپان میں ہندوستانی پروفیسر مقرر کیا گیا تھا۔ اسکے برطانیہ کے ایک سخت مخالفت اخبار کی ایڈیٹری کی۔ گورنمنٹ جاپان اس اخبار کو بند کر دیا اسکے بعد اسکو عمدہ پروفیسری سے موقوف کر دیا گیا۔ اور وہ امریکہ جاکر غدر پارٹی میں شامل ہو گیا

سابق زار روس کو خط

کابل مشن کے جرمن ممبر اپنے مقصد میں ناکام ہو کر ۱۹۱۵ء کے آغاز میں افغانستان سے روانہ ہو گئے۔ لیکن ہندوستانی ممبروں نے لکھی۔ عارضی گورنمنٹ نے گورنر ویسٹ ترکستان اور اس وقت کے زار روس کو خطوط لکھے۔ جن میں روس سے درخواست کی گئی کہ برطانیہ اعظم سے اپنا رشتہ توڑ کر ہندوستان میں برٹش حکومت کو مٹانے کے لئے مدد دے۔ ان خطوط پر ہیند پر تاپ کے خطوط تھے یہ خطوط برٹش گورنمنٹ کے ہاتھ لگ گئے۔ سابق زار روس کو جو خط لکھا گیا وہ سوئے کے درفی پر تھا جس کا ایک فوٹو ہمیں دکھایا گیا ہے۔

ترکی کے ساتھ اتحاد پیدا کرنے کی تجویز

عارضی گورنمنٹ نے گورنمنٹ ترکی کے ساتھ اتحاد پیدا کرنے کی تجویز کی تھی۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے عبید اللہ نے ایک چھٹی اپنی دوست مولانا محمود حسن کو بھیجی۔

گورنمنٹ کی شکایات۔ ان سازشوں کا ذکر ہم نے کیا ہے۔ جو گورنمنٹ کو ان سازشوں کا نشانہ بنایا۔ گورنمنٹ کی شکایات۔ ان سازشوں کا ذکر ہم نے کیا ہے۔ جو گورنمنٹ کو ان سازشوں کا نشانہ بنایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
مَحَمَّدٌ وَنَصَلُّ عَلَى رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ

اخبار فاروق

قادیان دارالامان - ۸ - اگست ۱۹۱۸ء

پیغام والوں کی جماعت احمدیہ سے علیحدگی اور اسکے اصلی اسباب

مولوی محمد علی صاحب ایم۔ آگے چار رسالے انگریزی میں شائع کئے ہیں۔ تاکہ ہندوستان سے باہر جزائر میں رہنے والوں کو سلسلہ احمدیہ کے متعلق غلط فہمی میں ڈال کر وہ فرض ادا کریں۔ جو ایسے لوگوں کا مورثہ اعلیٰ ابتداء سے ادا کرتا آیا ہے۔ آخری رسالہ میں ایسا فرقہ پریمت کی ہے۔ اور اس میں نہایت مزورانہ طریق پر مسیح موعود کی نبوت کا بانی۔ ظہیر کی کتاب نبی اللہ کا ظہور کو تیا گیا ہے۔ اور پھر یہ جتایا ہے کہ اس کو یا متاثر ہو کر حضرت خلیفۃ المسیح مرزا محمود احمد صاحب مسئلہ کفر ایجاد کیا۔ وغیرہ ذلک من المفتریات۔ حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کے زمانے میں ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب نے عقائد ظاہر کئے کہ جو لوگ مسیح موعود کو نہیں مانتے۔ وہ بھی مسلمان سمجھے جائیں۔ اور صرف کافر کہنے والوں کو کافر قرار دیا جائے اور تبلیغ دوسروں کے ساتھ ملکر کرنی چاہیئے۔ اور مسیح موعود کا ذکر نہ کیا جائے۔ کہ یہ پیغام کو بوجہ احسن پہنچانے میں ایک مددگار ہے۔ حضرت اقدس نے اس فتنہ کی تردید کے لئے حقیقتہ الوحی ایسی مبسوط کتاب لکھی اور ڈاکٹر کو بجا سے خارج کر دیا۔ اس وقت ڈاکٹر کے حامی خدا برکھمال الدین اور مولوی محمد علی صاحب نے ڈاکٹر کا یہ انجام دیکھ کر یہ خود تو بزرگ بظاہر دیکھ گئے

لیکن اندر اندر ہی مستویے گھٹتے رہے چنانچہ حضرت خلیفۃ اول کے زمانے میں کئی طویل رسالے لکھایا۔ مگر پیش نہ گئی۔ آخر حضرت خلیفۃ ثانی کے زمانے میں کھل گئے۔ اور بعینہ انہی عقائد کو ظاہر کیا۔ جو ڈاکٹر عبدالحکیم خان میاں نے اپنے کتاب میں حضرت مسیح موعود کو لکھے تھے۔ اور وہ سب کچھ اسی زمانے کے چھپے ہوئے موجود ہیں۔ اس قضیہ کی تفصیل تو پھر کسی وقت کی جائیگی۔ فی الحال مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب کا ایک پرانا خط درج کرتا ہوں۔ جو ابتدا رفتہ میں انہوں نے اپنے ایک دوست کو لکھا تھا۔ اس خط کے ملاحظہ سے احباب کو اصل موجبات تفرقہ بلکہ مجھے یوں کہنا چاہیئے اسباب ارتداد پیغامیان کا علم ہو گا۔ یہ خط کا ایک حصہ ہے۔ اگلا حصہ دوسرے موقع پر پیش ہو گا۔ وہ خط یہ ہے:-

(ایڈیٹر)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج میرے لئے دو امر نہایت محک ہوئے ہیں کہ میں جناب کے خط کے جواب میں کچھ مختصر سی بات لکھوں۔ اول محک تو آپ کا اپنا خواہ ہے جو کہ خط میں آپ نے درج کیا تھا۔ اور دوسرا محک آپ کا پہلے اور اب بھی اس پر زور دینا ہے۔ کہ یہ اختلاف ایک معمولی اختلاف ہے۔ اور اس سے چند اہل نقص نہیں لازم آتا۔ اور کہ یہ اختلاف پہلے ہی تھا۔

حضرت مسیح موعود کے سامنے ایک امر پیش ہوا۔ اور حضرت صاحب نے خود اس کا فیصلہ دیا۔ اور وہ مسل شائع شدہ ہے عبدالحکیم ڈاکٹر نے حضور کی خدمت میں خط لکھا جسکی شائع شدہ عبارت کے بعض فقرات درج ذیل ہیں:-

دعا ایڈیٹر اخبار وطن کی تحریک پر مولوی محمد علی وخواجہ کمال الدین صاحبان وچھوٹے یہ تجویز منظور اور شائع کی کہ ریویو آف ریلیجنز قادیان میں عام اسلامی مضامین شائع ہو کریں۔ اور خاص میرزا صاحب کے متعلق ابحاث علیحدہ ضمیمہ میں شائع ہوا کریں۔ جبکہ خاص مریدوں کے نام جاری کیا جائے۔ ... اس تجویز کی اشاعت سے میرا دل قدرے ٹھنڈا

اور میں نے کہا کہ ہماری جماعت میں عالی خیال اور عالی ظرف لوگ بھی ہیں۔ اور اب یہ کام قرآنی رنگ اور خدائی آئین پر چلے گا۔ اور ہمارا پیغام احسن اور بلین صورت میں تمام دنیا کو پہنچے گا۔ مگر وہ تمام غرضی خاک میں مل گئی۔ جب بیکے مرزا میوں یا مرزا کے شاگردوں نے اس تجویز کے خلاف شور مچانا شروع کیا۔ اور وہ تجویز خاک میں مل گئی۔ مولوی محمد علی صاحب کو مرزا میوں کا شور دہلنے کی غرض سے اپنے اقرار اور عقائد شائع کرنے پڑے۔ ... مگر میں زیادہ صبر نہ کر سکا۔ اور مضامین ذیل پر ایک خط میں حضرت مرزا صاحب کچھ مہینے نہایت بیقراری اور جوش کی حالتیں لکھا۔ ... اس وقت میں چند امور کی طرف جو نہایت ضروری ہیں۔ آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اول یہ کہ اُمت محمدیہ میں جو لوگ ... مگر جو لوگ ہمیں صریحاً کافر نہیں کہتے۔ ان تمام کو کافر نہ سمجھا جاوے تاکہ ہماری تبلیغ آسان اور وسیع ہو سکے۔ دوم یہ کہ

جو تجویز انتہا سراج صدر اور عالی ظرفی سے مولوی محمد علی اور خواجہ کمال الدین صاحب نے شائع کی تھی ... اس سے ہمارے مشن کی تبلیغ بہت جاری اور عمدگی سے پھیل سکتی ہے۔ اور قرآن مجید کے رو سے مدارجات بھی اللہ پر ایمان اور اعمال صالحہ میں ... پس جب بتائے نجات توحید اور تہذیب نفس ہوئی۔ تو فریاد اور موبدات کی خاطر تمام دنیا کو اصل بنا سے محروم کرنا سخت غلطی ہے۔ سوم آپ کا وجود خادم اسلام ہے۔ نہ کہ وجود اسلام۔ پس اپنے وجود کی خاطر اصل اشاعت اسلام کو روکنا حکمت اور دانائی کے خلاف ہے۔

اس خط کے جواب میں جو خط حضرت مسیح موعود نے لکھا۔ اس کے ابتدائی بعض فقرے درج ذیل ہیں:-
خان صاحب! آپ کا خط میں بہت افسوس سے پڑھا۔ اس خط کے پڑھنے سے یہی معلوم نہیں ہوتا۔ کہ آپ ہمارے اس سلسلہ سے خارج ہیں۔ بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ دین اسلام سے بھی منہ پھیر رہے ہیں۔ پھر اسی خط میں دین اسلام سے منہ پھرنے کی یہ وجہ لکھتے ہیں کہ:- "مگر آپ کے قول کے موافق میں نہیں

کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا شرط نہیں ہے۔

اور پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے تئیں سرے خط میں عبدالحکیم کے خارج از احمدیت ہونے کی وجہ سے بیان فرماتے ہیں :-

وہ بہر حال جبکہ خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جسکو میری دعوت پہنچتی ہے۔ اس نے مجھے قبول نہیں کیا ہے۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔ اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے۔ تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ اب میں ایک ایسے شخص کے کہنے سے جس کا دل ہزاروں تارکیوں میں مبتلا ہے۔ خدا کے حکم کو چھوڑ دوں۔ اس سے آسان یہی ہے۔ کہ ایسے شخص کو اپنی جماعت سے خارج کر دیا جائے۔ لہذا میں آج کی تاریخ سے آپ کو اپنی جماعت سے خارج کرتا ہوں۔

اب ان جوابات میں تین چیزیں آتی ہیں :-

۱۔ وہ تجویز جس کو مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ صاحب نے منظور کیا تھا۔ اور عبدالحکیم اس سے خوش ہوا تھا۔ اور پھر وہ تجویز مزد کے شدائیوں نے رد کی۔ تو عبدالحکیم کو صدمہ ہوا۔ اور اس کے بر حال کہنے کے لئے اسے حضرت مسیح موعود سے وہ خط و کتابت کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ خدا کے مسیح نے عبدالحکیم کو اپنی جماعت سے خارج کر دیا۔ ۲۔ عبدالحکیم پر خدا کے مسیح کا یہ حکم لگانا کہ وہ اسلام سے منہ پھیر رہا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ بیان کرنا کہ وہ مومن بننے کے لئے آنحضرت پر ایمان لانا شرط نہیں ٹھہراتا۔

۳۔ خدا کے مسیح کا عبدالحکیم کو اپنی جماعت سے خارج کرنا۔ اور اس کی وجہ یہ بیان کرنا کہ خدا نے مجھ پر یہ ظاہر کیا ہے کہ جس شخص کو تیری دعوت پہنچے۔ اور پھر بھی وہ تجھ کو قبول نہ کرے۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔ لیکن یہ عبدالحکیم خدا کے اس صریح حکم کے خلاف کہتا ہے۔

اب جناب آخری بات ۲ کو پہلے لیں۔ صریح طور پر کافر کہنے والوں کو تو عبدالحکیم نے پہلے ہی کافر کہہ کر علیحدہ کر دیا۔

اب رہے وہ لوگ جو کہ ہمیں صراحتاً کافر نہیں کہتے سوان میں سے جس شخص کو آپ کی دعوت پہنچتی۔ اور اسے

آپ کو قبول نہیں کیا۔ عبدالحکیم اس کو مسلمان کہتا ہے اور خدا کا مسیح فرماتا ہے۔ کہ خدا نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ایسا شخص مسلمان نہیں ہے۔ اور پھر شخص اسو جہ عبدالحکیم کو جماعت سے خارج کرنے کا حکم لگاتے ہیں اور ظاہر ہے کہ فتوے کسی شخصیت سے وابستہ نہیں ہوتا بلکہ اس امر سے وابستہ ہوتا ہے۔ جو کہ اس شخص میں ہے۔

خدا کے مسیح کا یہ فتوے عبدالحکیم کی شخصیت پر نہیں۔ بلکہ جو شخص بھی یہ کہے گا کہ جس شخص کو حضرت مسیح موعود کی دعوت پہنچتی ہے۔ اور اسے آپ کو قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان ہے (قیامت تک وہ اسی فتویٰ کے نیچے آتا رہے گا۔ خواہ وہ کوئی صاحب ہو۔

اور چونکہ یہ فتوے ہمارا نہیں۔ بلکہ خدا کے مسیح کا ہے۔ لہذا مسیح کے ملنے والوں میں اس میں اختلاف نہیں ہو سکتا۔ دوسری بات یہ ہے۔ کہ کیا کوئی ذوق اس وقت عبدالحکیم کی طرح ایسا کہتا ہے۔ تو اس کا ثبوت انکی تحریریں ہیں۔ جو کہ کثرت کے ساتھ موجود ہیں۔ اگر ضرورت ہو۔ تو میں انشاء اللہ بڑی مقدار میں پیش کر سکتا ہوں اور

اگر کسی کو شک ہو۔ تو سب سے سہل طریق یہ ہے۔ کہ صریح کافر کہنے والوں کو علیحدہ رکھ کر باقیوں کی نسبت انہی الفاظ مذکورہ کے ساتھ جناب مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھیوں سے تحریری طور پر دریافت کیا جاوے کہ تو اگر وہ وہی جواب دیں۔ جو کہ عبدالحکیم کا ہے۔ تو پھر یقین کیا جائے۔ کہ خدا کے مسیح کا ان کی نسبت بھی وہی فتویٰ ہے۔ جو کہ آپ نے عبدالحکیم کی نسبت دیا ہے۔

پس آپ خود ہی غور فرمائیں۔ کہ اس اختلاف کی ایک شاخ جب اس قدر خطرناک ہے۔ کہ بموجب فتویٰ مسیح موعود انسان احمدیہ جماعت سے خارج ہو جاتا ہے۔ تو پھر کس طرح کہا جاسکتا ہے کہ اس میں چنداں نقص نہیں۔ اور کہ یہ ذوقی اختلاف ہے۔ اور اصولی نہیں۔ اور باوجود اسکے آدمی مومن کا مومن ہی رہتا ہے۔

اب دوسرے نمبر کو لیں۔ اور جناب مولوی محمد علی صاحب کا وہ رسالہ سنا لیں رکھیں۔ جو کہ آپ نے کفر و اسلام کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح اول کے ایام وصال میں

لکھا۔ اور بعد از وصال علیحدہ بھی اور اخبار پیغام میں بھی شائع کیا ہے۔ اس میں آپ کفر و اسلام کی آخری حد خدا کو ایک ماننا قرار دے کر خود ہی یہ نتیجہ بھی متفرع کرتے ہیں کہ پس جو شخص خدا کو ایک مان لیتا ہے۔ وہ مومن مسلم ہو جاتا ہے۔

اب آپ اس قول کے مطابق دیکھیں کہ ایک یہودی جو کہ خدا کو ایک مانتا ہے۔ اور ایک عیسائی جو کہ خدا کو ایک مانتا ہے۔ ایک سکھ اور یہو جو کہ خدا کو ایک ماننے۔ ضرور مومن اور مسلم ہو گا۔ کیونکہ آخری حد اسلام اور ایمان کی اللہ کو ایک مانتا ہے۔ اور وہ اس میں موجود ہے۔ اور جہنم یہ آخری حد موجود ہوتی ہے۔ وہ ضرور مسلم مومن ہو جاتا ہے۔ لہذا یہ لوگ بھی مومن ہیں۔ اور اس سے صاف اور صراحتاً یہ ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء اور خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا خواہ کیسا ہی مفید اور اہم ہو۔ مگر مومن بننے کے لئے اس کو شرط نہیں ٹھہرایا گیا۔ اگر وہ شرط ہوتا۔ تو پھر یوں کہا جاتا۔ کہ اسلام اور ایمان کی آخری حد خدا اور رسولوں یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مانتا ہے پس جو شخص ان کو مان لیتا ہے۔ وہ مومن ہو جاتا ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ ایسا نہیں کیا گیا۔

اور یہ وہ چیز ہے۔ جسکی وجہ سے خدا کا مسیح عبدالحکیم پر یہ حکم لگا رہا ہے۔ کہ تو اسلام سے بھی روگردان ہو رہا ہے لہذا جو شخص بھی مومن بننے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا شرط نہیں ٹھہرائے گا۔ اس پر خدا کے مسیح کا یہی فتویٰ ہے۔ کہ وہ اسلام سے روگردان ہو رہا ہے۔ پس آپ غور فرمائیں کہ جب اس اختلاف کی ایک ہی شاخ اس قدر مضرب ہے کہ خدا کے مسیح کے فتویٰ کے رو سے انسان جماعت احمدیہ سے خارج اور اسلام سے روگردان قرار پاتا ہے۔ تو کل اختلاف کس قدر خطرناک ہو سکتا ہے۔

بلکہ گہری نظر کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ عبدالحکیم اور یہ لوگ ایک ہی مشرب رہتے تھے لیکن عبدالحکیم تیز تھا۔ اسے حضرت مسیح موعود کے وقت ہی انہما کر دیا۔ اور حضور نے اس پر حکم لگا دیا۔ لیکن یہ لوگ ہونیا نہ تھے لہذا یہ وقت منابر کے منتظر رہے۔ اور جب وہ وقت آ گیا تو انہوں نے وہ سب کچھ کیا۔ جو کہ عبدالحکیم غافل نے

ان کی رائے اور قیاس ہی ہے۔ لیکن قادیان والے اسامہ

اور یہ بھی صحیح نہیں کہ یہ اختلاف پہلے ہی تھا۔
 اگر آپ ذرہ تکلیف اٹھا کر جناب مولوی محمد علی صاحب
 کی پہلی تحریرات کو پڑھیں۔ تو آپ کو صاف صاف ان کی ایسی
 عبارتیں ملینگی۔ جنہیں وہ دہی کہہ رہے ہیں۔ جو ہم کہتے
 ہیں۔ یہاں پر میں ان کی ایک عبارت رو بہ جلدہ نمبر ۱۱
 سے لکھتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔
 ۱۔ چار باتیں خواجہ غلام الثقلین نے آیت انا انصر
 رسولنا الذین استوائی الحیوة الدنیا کے ان معنوں
 کی زبردیں جو میں نے بیان کئے ہیں۔ پیش کی ہیں۔ جو
 ان کے اپنے الفاظ میں نقل کی جاتی ہیں۔ شیطان نے
 خدا کی عزت کی قسم کھائی ہے کہ وہ سب کو گمراہ کرے گا
 شیطان اپنے اس خیال میں سچا ہو گیا۔
 ۲۔ بنی اسرائیل کی عورتوں کو چھوڑ کر فرعون اور
 قوم فرعون ان کے بچوں کو قتل کر دیتے تھے۔
 ۳۔ مسیح مصلوب ہوئے۔ اور یہود نے فتح حاصل
 کی۔ ۴۔ خلفاء اربعہ اور سبطین میں سے ہنجر چھ
 کے بلخ نفس و ستموں کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے۔
 بحث تو یہ تھی کہ سچے اور جھوٹے مدعی نبوت میں امتیاز
 نشان قرآن کریم نے کیا قرار دیا ہے۔ اب خواجہ
 غلام الثقلین خود ہی بتاویں کہ ان پیش کردہ امور میں
 سے سوائے تیسرے کے جس میں حضرت مسیح کا ذکر
 ہے۔ باقی مدعی نبوت کون کون ہیں۔ کیا شیطان مدعی
 نبوت ہے۔ کیا بنی اسرائیل کے شیر خوار بچے مدعی
 نبوت تھے۔ کیا خلفاء اربعہ اور سبطین مدعی نبوت
 تھے۔ اگر نہیں تو ان باتوں کو امر زیر بحث سے کیا
 تعلق ہے۔“
 اب غور فرمائیے کہ اگر مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک حضرت
 صاحب کی نبوت کے وہی معنی تھے۔ جو کہ اب کئے جاتے
 ہیں۔ تو پھر خلفاء اربعہ اور سبطین سے اس کی نفی کس طرح
 کی جاتی۔
 پس یہ بات نہیں کہ یہ اختلاف پہلے ہی تھا۔ بلکہ یہ بعد
 کا پیدا کردہ ہے۔ پھر یہ بھی سچی بات ہے کہ قادیان سوسائٹی
 کے لوگ اس اختلاف کی نسبت جو کہتے ہیں۔ وہ محض

بیان کرتے ہیں :-
اصل بات جو ہمارے مشاہدہ میں آئی ہے ۔ وہ یہ ہے کہ
جناب خواجہ صاحب کی نسبت حضرت مسیح موعودؑ نے خود بار بار
خطہ بیان فرمایا تھا ۔ حضرت صاحبؒ نے اپنے اس کشف کا
مصدق تو نہیں بتایا تھا کہ ہماری جماعت کا ایک سنجیدہ آدمی
غیروں سے جا ملا ہے ۔ تو کسی نے اس کو کہا کہ تم نے یہ کیا
کیا تو اسے جواب دیا کہ مصلحت وقت ہی ہے ۔ مگر حضرت صاحبؒ
نے بعض اپنے خواب بیان کرتے ہوئے بار بار خواجہ صاحبؒ
کی نسبت خطہ بیان فرمایا تھا ۔
جن دنوں میں جناب مولوی محمد علی صاحبؒ قادیان کو چھوڑ
کر پہلے ایرٹ آباد چلے گئے تھے ۔ تو اپنی دنوں میں یہ خطہ
آپ کو ایک خط میں ایک واقعہ یاد دلایا تھا ۔ اور وہ یہ تھا
کہ جب ایڈیٹر وطن دلی تجویز خواجہ صاحبؒ نے منظور کر لی ۔ اور
اسپر غلط انداز شروع ہو گیا ۔ تو حضرت صاحبؒ کو اس کا علم
ہوا ۔ تو آپ نے مسجد میں آکر پہلے تو مولوی محمد علی صاحبؒ سے
دلائل کے ساتھ اس تجویز کے غلط ہونے کا اقرار کرایا ۔ اور
ساتھ ہی مولوی محمد علی صاحبؒ نے یہ بھی بیان کیا کہ خواجہ صاحبؒ
کو یہ بھی یہی کہا تھا پر انہوں نے نہ مانا ۔ اور سوائے
میرے مشورہ کے خود بخود ہی ایڈیٹر وطن کے ساتھ یہ معاہدہ
مکمل کر دیا ۔ تو پھر حضرت صاحبؒ نے دیر تک ان کی ایمانی
کمزوری کی مثالیں بیان فرمائیں ۔ اور پھر مولوی محمد علی صاحبؒ
سے خواجہ صاحبؒ کے نام خط لکھوایا ۔ اس کے اخیر میں مولوی
محمد علی صاحبؒ کو فرمایا کہ خواجہ صاحبؒ کو بکھڑو کہ مجھے ان کے
ایمان کا بہت خطرہ ہے ۔ وہ بہت ہی توبہ اور استغفار
کریں ۔ اور قربانی بھی دیں ۔ کیونکہ میں نے ان کی نسبت
بہت ہی مندر خواہیں دی تھیں ۔ اور پھر ان میں سے دو
خواہیں مولوی محمد علی صاحبؒ کو لکھنے کا حکم دیا جنہیں سے
ایک یہ تھی کہ اپنے خواب میں دیکھتا ہے ۔ کہ چھوٹی مسجد کی
چھت پر ایک تخت بچھا ہوا ہے ۔ اور میں اور مولوی
نور الدین صاحبؒ اس پر بیٹھے ہوئے ہیں ۔ اور اچانک غم
کھال الدین آیا ہے ۔ اور وہ بالکل برہنہ ہے ۔ اور وہ
شہرہ ہے ۔ تو اسے آتے ہی ہم دونوں پر حملہ کیا ہے
تو میں نے مار مار کر مارا اور تو نے مار مار کر مارا ۔

کہ اس کو باہر نکال دو۔ تو وہ اس کے گلے کے لئے اس کی طرف چلا۔ لیکن خواجہ اس کے گلے سے پہلے ہی ٹھہر گیا۔ اور بڑے بڑے سے باہر چلا گیا۔ اور پھر اس کے ساتھ ہی حضور نے فرمایا۔ کہ تعبیر کی کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ مسجد امام کی جماعت ہوتی ہے۔ اور اس سے باہر جانا جماعت امام سے خارج ہونا ہے۔ اور مولوی محمد علی صاحب نے میرے خط کے جواب میں اس کی تردید نہیں کی۔ تو حضرت صاحب کے ایسے بیانیوں اور ایسی خوابوں اور ان کی تعبیروں سے صاف صاف اسی وقت یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس کشف کا مصداق یہی ہے۔ بلکہ جو وقت وہ کشف حضرت صاحب نے بیان فرمایا تھا۔ تو سب بڑے بڑے احمدی نہایت خوف زدہ ہو گئے تھے۔ لیکن بعض لوگ اسی دقت بول اٹھے تھے کہ حضرت مولوی صاحب اور دوسرے بزرگان قوم کو اس سے خوف زدہ نہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ مصلحت وقت کا لفظ ہی صاف بتاتا ہے کہ یہ خواجہ صاحب کا جواب ہے۔

لیکن اسکے بعد متصل ہی حضرت صاحب کی موجودگی ہی میں خواجہ صاحب کے حالات زندگی میں بہت ہی نمایاں فرق اور تغیر صاف صاف نظر آنے لگا۔ اور ایک ایسی حکیم برائے اپنے خاص دوستوں کو اپنا ہم خیال بنانا شروع کیا کہ جس کا فقر خلاصہ یہ ہو سکتا ہے کہ نام تو احمدی رہے اور جماعت احمدی بھی ہمارے ہاتھ میں رہے۔ اور غیروں سے پھر انہیں سر نو اتحاد بھی قائم ہو سکے۔ سب سے پہلے ہمارے علم میں سب سے پہلے یا بلطف دیگر قادیان میں سب سے پہلے خواجہ صاحب نے جناب مولوی محمد علی صاحب کو اس حکیم کے اصول پر اپنا ہم خیال بنانا شروع کیا۔ اس زمانہ میں جو مولوی محمد علی صاحب کچھ مجھ سے بڑھا کرتے تھے اور تعلق بھی بہت تھا۔ اسکے روزانہ بہت بہت وقت مولوی صاحب کے پاس بیٹھتا تھا۔ تو مجھے خوب یاد ہے کہ ابتداء میں بعض اصول پر زمانہ دراز تک مولوی محمد علی صاحب مباحثہ کرتے رہے۔ اور خواجہ صاحب کو دوستانہ لہجہ میں سخت دست بھی کھدیا کرتے تھے۔ چنانچہ اسی مباحثہ میں مولوی صاحب نے خواجہ صاحب کو بھی مسیح کا بولس کنا شروع کیا۔ اور اس قدر اس کا عام استعمال ہوا کہ خاص مجالس میں تو درکنار عام میں بھی بعض اوقات عدتاً

لہجہ میں کھدیتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ لاہور میں احمدیہ بلڈنگس کی مسجد مقام پر عام جلسہ تھا۔ جس میں قادیان سے میں اور حضرت میان صاحب۔ مفتی صاحب نے مولوی محمد علی صاحب بھیجے گئے تھے۔ اور خواجہ صاحب کی تقریر کے بعد جناب مولوی محمد علی صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ جیسا کہ ہمارے بولوں صاحب نے فرمایا ہے۔ تو اسکے سنتے ہی جناب خواجہ صاحب نے منہ بنانا اور سر ملانا شروع کیا۔ اور مولوی محمد علی صاحب نے اسکو دیکھ کر استغفر اللہ استغفر اللہ نہیں۔ جیسا کہ ہمارے خواجہ صاحب نے کہا ہے۔ مگر کوئی ڈیرہ سال کے مباحثہ کے بعد مولوی محمد علی صاحب خواجہ صاحب کے ساتھ اس حکیم پر منفق ہو گئے۔ مگر اس حکیم کے اجراء میں حضرت صاحب کا وجود روک ہو سکتا تھا۔ تو وہ اٹھ گیا۔ اور آپ کے بعد خلیفہ کا وجود روک تھا۔ پہلے اسکے اکھاڑنے کی کوشش کی گئی۔ چنانچہ اس کا رب کو علم ہے۔ پر کچھ نہ ہو سکا۔ تب خواجہ صاحب نے یہ فیصلہ کیا کہ اس خلیفہ کی شخصیت زبردست ہے۔ ہم اس کو ہرگز نہیں اکھاڑ سکتے۔ لہذا اس کی ذہانت کا انتظار کیا جائے۔ مگر اس عرصہ میں لوگوں کو مولوی محمد علی کی خلافت کے لئے تیار کیا جائے۔ اور جس کی خلافت کا اندیشہ ہے اس کے بظن کرنے اور اسکے نااہل خلافت ہونے کو ثابت کرنے کی کوشش کی جائے۔

نغمہ کمال حضرت امام

قاضی اکمل صاحب کے دلچسپ و دل آویز نظمیہ اصحیہ جماعت میں نہایت ذوق و شوق سے پڑھی جاتی ہیں۔ یہ نظمیہ کمال کی صحت میں تین حصے شائع کی جا چکی ہیں۔ اب گزشتہ گزشتہ سال نظمیہ نغمہ اکمل حصہ چہارم میں چھپی ہیں۔ جو نہ صرف عاشقانہ زبان کے لحاظ سے بلکہ اس کے اس میں سلسلہ احمدیہ کے واقعات درج ذیل ہیں۔ قابل دید ہیں۔ صرف ۲۰۲ پر حصہ جلد منگوائیں ورنہ پھر نغمہ اکمل حصہ اول کی طرح طبع ثانی کا انتظار کرنا پڑے گا۔ مگر کاپی

شیعہ مذہب میں بدعات

مصیبت کے وقت ہمیں کیا کرنا چاہئے

یہ ایک سوال ہے۔ جو طبعاً انسان کے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ اسکے لئے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ الذین اذاصابتم مصیبتہ قالوا اناللہ وانا الیہ راجعون۔ خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں اور مومنوں کے لئے ایک قانون مقرر کر کے مذکورہ بالا لفظوں میں ادا کیا۔ یعنی خدا کے مقربین اور اس کے صالح بندوں کا یہ کام نہیں کہ وہ مصیبت کے وقت جزع جزع کریں۔ اور خواہ مخواہ داویلہ مچائیں۔ بلکہ ان کے لئے ہم ایک قانون مقرر کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ جب کوئی مصیبت پہنچی تو وہ اناللہ وانا الیہ راجعون کو درد زبان کرے۔ کیونکہ ان لفظوں سے قوت ایمانیہ بڑھتی ہے۔ اور وہ خدا کی طرف ایک درجہ اور بھی ترقی کر جاتا ہے۔ کیونکہ جب سمجھیں گے کہ ہم خدا کے ہیں۔ اور اسی کی طرف ہمارا مرجع ہے تو اس کو دو طرح کے فوائد حاصل ہوں گے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس کو صبر حاصل ہوگا۔ جو کہ تمام کامیابیوں کی کلید ہے دوسرے اسکے دل سے اس مصیبت کا غم غلط ہو جائیگا پس اس فقرہ کے کہنے سے انسان دو ذل رنگوں روحانی اور جسمانی میں رنگین ہو سکتا ہے۔ روحانیات میں بھی ترقی کرے گا۔ اور جسمانیات میں اس غم کے زائل ہو جائے۔ اسے اپنی بقیہ زندگی کے ایام اعلیٰ درجہ کی مسرت اور خوشگواہی سے انجام دیگا۔ پس صبر کئی انعاموں کا وارث بناتا ہے۔

پہلا انعام تو یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کے اوامر کی تعمیل کی جائے۔ پس بعد از تعمیل جن انعاموں کا وہ مستحق ہوگا خدا تعالیٰ ضرور اس کو عطا فرمائے گا۔ کیونکہ ان اللہ لا یخلف المیعاد قرآن شریف میں موجود ہے۔ صبر کے متعلق خدا تعالیٰ نے کئی دفعہ حکم صادر فرمایا ہے۔ سورہ آل عمران آخری آیت۔ یا ایہا الذین امنوا اصبروا وصابروا ورا بطوا و اتقوا اللہ لعلکم تفلحون اسجگہ کامیابی کی کوئی کلید ہو سکتی ہے۔ تو وہ صبر کو بیان

فرمایا ہے۔
 سورہ انفال آیت ۲۱ میں یوں ہے۔ واطیعوا اللہ واطیعوا رسولہ ولا تنازعوا فتشکلوا وتذهب ریحکم واصبروا ان اللہ مع الصابرين۔ سورہ بقرہ آیت ۱۷۷ آیت واتبع ما یوحی الیک واطیع ما یوحی حتی یحکم اللہ وھو خیر الحاکمین۔ سورہ ہود آیت ۱۱۰۔ ثلاث من ابناء الغیب فوجہما الیک ما کنت تعلمہما ولا قومک من قبیل۔ هذا فاصبر ان العاقبة للمتقین۔ سورہ مذکورہ آیت ۱۱۰۔ واصبر فان اللہ لا یضیع اجر المحنین۔ یعنی یہ چند آیات پیش کی ہیں وژ قرآن شریف صبر کرنے کے حکم کے بارے میں بھرا پڑا ہے۔ پس خدا تعالیٰ کے اس حکم کا بجالانا بذات خود ایک بڑا انعام ہے۔ کہ خدا نے اسے توفیق دی۔
 دوسرا انعام خدا کا صابروں کے ساتھ ہوتا ہے۔ جیسے ان اللہ مع الصابرين سے ظاہر ہے۔ صبر کرنے والو العزم رسول نے کیا۔ پس اس کی پیروی کرنا عین سعادت ہے۔ جیسا سورہ انفال آیت ۳۳ سے اور احکامات آیت ۳۳ سے مترشح ہوتا ہے۔ پھر جنت میں بغیر صبر کے جانا نامکن ہے۔ جیسے امر حسبہما ان تدخلوا الجنة ولما یعلم اللہ الذین جاہدوا منکم وھو اعلم الصابرين سے ظاہر ہوتا ہے۔ پس مندرجہ بالا آیت سے ظاہر ہو گیا۔ کہ صبر کرنا ہر ایک کامیابی کی کلید ہے۔ اور یہ بھی کھل گیا کہ مصیبت کے وقت صبر کرنا چاہیے۔ کیونکہ صبر کرنے سے انسان کے ایمان کا پتہ چلتا ہے کہ وہ ایمانی رنگ میں کس حد تک کامل ہے۔
 وہ تو کہتے ہیں کہ روٹا جنت میں داخل ہونے کا ذریعہ ہے۔ اور ان کے عوام میں مشہور ہے کہ جب کہیں مجلس ہوتی ہے۔ اور شیعہ روتے ہیں تو فاطمہ علیہا السلام ایک دو مال لاتی ہیں۔ اور اس میں ان کے اتھولتی جاتی ہیں اور خود پونچتی ہیں۔ اللہ اللہ ایک طرف تو حکم صبر کو دیکھو دوسری طرف اس کے اعتقاد کو رکھو۔ زمین و آسمان کا فرق نظر آئے گا۔ خدا تعالیٰ ایک حکم صادر فرماتا ہے۔ اور یہ اس کی خلاف ورزی کہتے ہوئے بھی اعتقاد رکھتے ہیں کہ ہم ایک مضبوط چٹان پر قائم ہیں۔ اس کی حکم مٹو

کو باعث ثواب جانتے ہیں۔ حالانکہ اپنے لئے سلف بالکل خلاف کرتے ہیں۔ اور یہ نہیں سمجھتے کہ جزع فرع کو نے والوں کو امام حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کیا تھا نے رکھا ہے۔ دیکھئے۔ مالا یحضر الفقیہ صفحہ ۵۵ وقال علیہ السلام ان البلاء والصبر یستبان الی المؤمن فتاتیہ البلاء وھو صبور وان المؤمن والبلاء یستبان الی الکافر فتاتیہ البلاء وھو جزع۔ فرماتے ہیں کہ صبر اور بلا مؤمن کی طرف برتی پس اسکو مصیبت پہنچتی ہے۔ اور وہ صبر کرتا ہے اور جزع اور بلا کافر کی طرف برہتی ہیں۔ پس اس کے پس بلا آتی ہے۔ اور وہ بہت جزع فرع کر بیٹا ہوتا ہے اب شیعہ صاحبان دیکھیں۔ کہ ان کا طرز عمل کن لوگوں کے مطابق ہے۔ اور ان کا امام کیا فتوے دے رہا ہے۔ پھر دیکھئے۔ اسی کتاب مالا یحضر الفقیہ میں فرماتے ہیں۔ قال علیہ السلام لفاطمہ علیہا السلام حین قتل جعفر بن ابی طالب لا تدعی بویل ولا نکل ولا حزن وما قلت فیہ فقد صدقت یعنی جب انکے بھائی جعفر بن ابی طالب شہید ہوئے۔ تو آپ نے فاطمہ سے کہا کہ تڑ و داویلا کرنا اور نہ چیخنا چلانا اور نہ غمگین ہونا۔ اور جو کچھ اسکے بارے میں کہلے بالکل صحیح ہے۔
 اب دیکھئے کہ حضرت نے کس طرح مشافقتوں میں منع فرمایا کہ ہرگز نہ رونا پینا اور جزع فرع سے کام لینا۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ حضرت اپنے لئے تو ایک چیز کو ناپسند کریں۔ اور دوسرے کے لئے پسند کریں۔ اور لا ینغی المؤمن ان یحب لاخیه مالا یحب لنفسہ کے مصداق بنیں۔ حضرت علی کا طرز عمل اور اقوال تو اسکے عدم جواز کا فتویٰ دیتے ہیں۔ اور آپ کہتے ہیں کہ جائز بلکہ موجب ثواب ہے۔
 پھر اگر بفرض محال تسلیم کر بھی لیا جائے کہ نام جائز ہے۔ تو وہ جو شیعوں کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے وہ تین دن تک ہے۔ جیسے کہ مالا یحضر الفقیہ صفحہ ۵۵ سے ظاہر ہے۔ قال ابو جعفر علیہ السلام لضمیع للمیت ما تم ثلثۃ ایام من یوم مات یعنی

جس دن سے کوئی مر جائے۔ اس دن سے لیکر تین دن صفت ماتم بچھائی جائے۔ اب دیکھئے اگر جائز ہے ہی تو تین دن تک ہے۔ حضرت علی کے طرز عمل سے صاف کھل جاتا ہے۔ کہ رونا ٹھیک نہیں۔ فقال علیہ السلام ان المیت ینفخ بالرحم والا ستغفار کما ینفخ الحي بالمہدیۃ تھدی الیہ یعنی علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مردے کے لئے اگر استغفار اور رحم مانگا جائے۔ تو وہ ایسا ہی خوش ہوتا ہے۔ کہ زندہ ہر یہ کہتے ہیں کہ یہاں صاف فرمایا ہے کہ مردہ استغفار اور رحم سے خوش ہوتا ہے۔ روتے دھونے سے نہیں۔ اور یہ تہذیب جلد اول میں ہے۔

قال ابن فاطمہ کانت تاتی قبور الشہداء فی کل عداۃ فتاتی قبر حمزۃ وتقرحہم علیہ و تستغفرلہ۔ یعنی فاطمہ علیہا السلام شہیدوں کی قبروں پر ہر روز آئیں۔ حضرت حمزہ کی قبر پر دعا استغفار ان کے لئے مانگیں۔ انوس کہ شیعہ صاحبان اپنے ادا کی اور سیدہ کے طرز عمل کو بھول گئے۔ اور ایک نئی بدعت جاری کردی۔ اور اس کو حقیر بیان کرتے ہیں۔ بدعت متعلق کلنی والا فرماتا ہے۔
 کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار۔ شیخ غلام غوث احمدی

تبلیغ رسالت جلد اول

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اشتہارات کی پہلی جلد شائع ہو چکی ہے۔ احباب کو چاہیے کہ جلد منگوائیں۔ دوسری جلد بھی کبھی جاری ہے۔ عنقریب چھپ کر شائع ہوگی۔ پس درخواستیں بھیجنے والے جلدی کریں۔ کیونکہ ممکن ہے۔ چھپنے کے بعد کوئی جلد باقی نہ رہے۔ اور طبع ثانی کا انتظار کرنا پڑے۔

منبر فاروقی قادیان

خبر فیصل اکبرین چہرہ چاہنے

یعنی تریاقی گولیاں

کیا آپ پیارے بچے چاہتے ہیں۔ سمجھتے محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے سچی ہمدردی اور ایمان داری کے ساتھ اس نہایت عاقل اور بیدار مسخر اور خیر خواہ خلق اللہ حضرت حکیم الامت مولانا مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح کا وہ مجرب المجرب نسخہ کمال محنت سے طیار کیا گیا ہے جس سے کئی گھر محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے بھرے ہوئے ہیں۔ جو پیارے بچوں سے خالی تھے۔ وہ گھر جو اسقاطِ صل کی بیماری یعنی اٹھڑا کی بیماری کا نشانہ بن چکے تھے۔ جن کی اولاد پیدا ہوتے ہی دماغ مفارقت دے کر وہ دار البقا دے لیتی تھی۔ جتنے صل قبل از وقت ضائع ہو جایا کرتے تھے یا مردہ پیدا ہوتے تھے۔ اور اللہ کے کیچے مدے بہتے بہتے مایوس اور ناامید ہو چکے تھے۔ محض خدا کے فضل سے تریاقی گولیوں کے استعمال سے کئی اشخاص یا مراد ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ آپ بھی ناامید نہ ہوں۔ خدا پر بھروسہ رکھو۔ اور تریاقی گولیوں کا استعمال کرو۔ اور پیارے بچوں کی میٹھی میٹھی باتیں سنکر خدا کا شکر کرو۔ اور موجد کے لئے دعا کریں۔ قیمت بلحاظ محنت اور فوائد کے بہت ہی کم رکھی گئی ہے۔ تاکہ سب فائدہ اٹھائیں۔ قیمت ایک روپیہ فی تولہ۔

اصلی نمبر اور نمبر کا سر

تمام امراض چشم یعنی دھند۔ جلا۔ پڑوال۔ گھٹکے ضعف بصر کے لئے بہت مفید ہے۔ قیمت فی تولہ تین روپے۔

نظام حان عبدالرحمن کا غانی قادیان ضلع گورداسپور

تقویٰ و اصلاح کی راہوں پر قدم باریں۔ اور اس اور پر ایمان لائیں۔ جس کی مسافت کے نشان آئے دن ظاہر ہو رہے ہیں۔

قادیان والے

میاں نظام الدین صاحب سہی مہاجر قادیان والوں کو دیکھ کر اپنے دل کے تاجر کو ضبط نہیں کر سکے۔ اور یوں ترغیم ہوئے ہیں۔ جن الفاظ میں انہوں نے اپنے جذبات کی ترجمانی کی ہے۔ وہ ملاحظہ ہوں۔ قوافی وغیرہ کا خیال نہیں ہے کیا خوش نصیب یارو ہیں قادیان والے فضل خدا کے بچے ہیں قادیان والے

وزرات ذکر باری جن کی لبوں پر جاری عینے کے وہ حواری ہیں قادیان والے دنیا پر کر چکے ہیں جو دین کو مقدم وہ دیکھ لو تم آکر ہیں قادیان والے

جو نور قادیان میں اُتر آئے آسمان سے رنگین اس میں سارے ہیں قادیان والے کاذب سے جو خدا کی باتوں کو سن چکے ہیں وہ قادیان مہدی ہیں قادیان والے

اسلام پر خدا ہے جان اور مال جن کی وہ پہلوں بہادر ہیں قادیان والے مقصود زندگی کا جن کی ہے دین بگھانا پیچھے وہی مسلمان ہیں قادیان والے

دین خدا کو لیکر جو پھر رہے ہیں گھر گھر منصور اور مظفر ہیں قادیان والے اسلام کی سچائی یورپ میں جن سے پھیلی وہ لوگ مرد میدان ہیں قادیان والے

باطل پرست جتنی دہشت سے کاہنتے ہیں وہ شیر نر ہی تو ہیں قادیان والے توحید کی امانت بخشی جنہیں خدا نے وہ پاسبان قرآن ہیں قادیان والے

لے سوئی ہو جاگو تم کو جگہ جگہ پناہ پناہ حق نہ کہ یہ قادیان والے عاجز کی یہ دعا، یارب یہ شیشہ بے محفوظ ظاہر بلا سے یہ قادیان والے

ایک باور پڑے گی

از نو بہت سے ہمارے کا الہام مسیح موعود
پورا ہوا۔

ایک نئی دیا جو ساحلی علاقوں میں خصوصیت سے پھیل رہی ہے۔ اس کا کچھ حال پچھلے اخبار میں دیا جا چکا ہے۔ متعلق اخبار ہر دم لکھتے رہے کہ:-

یہ معلوم کر کے یہ حد تشویش ہوئی ہے کہ انڈیا کی قسم کا جو ہر ایک بچار پچھلے دو ہفتے کے اندر۔ بھٹی۔ کلکتہ۔ مدراس۔ رنگون وغیرہ میں بہت سی وبائی پھیل چکا ہے۔ اور ہزار ہا آدمیوں کو ایک دم صاحبِ فریاد کر کے پرائیویٹ کاروبار کے علاوہ سرکاری عیوض پر بھی کام بند کر دئے گا اثر ڈال چکا ہے۔ وہ اب کھنڈوں میں بھی نمودار ہوا ہے۔ اور سب سے پہلے اس نے ڈاک اور تار کے ملازمین ہی پر اثر ڈالا ہے۔

مورخہ ۳۱ اگست ۱۹۱۵ء

علاوہ ازیں سبور (بھنگلپور) کی ایک پرائیویٹ چھٹی ایک دوست لکھتے ہیں:-

یہاں چار جولائی کو زلزلہ ہوا۔ اور اسکے چند روز کے بعد ایک قسم کا بچار پھیلا ہوا ہے۔ جس کے اندر فریباً چالیس فیصدی آدمی بیمار ہیں۔ دو تین روز تک بچار رہتا ہے۔ لوگ بہت بُھے ہو جاتے ہیں۔ اس کا دار فیور (جنگی بچار) نام رکھا گیا ہے۔ بنگال۔ بھار۔ بھٹی۔ مدراس۔ تمام یہ بچار پھیلا ہوا ہے۔ خدا اپنا رحم کرے۔

یہ اطراف ہندوستان سے آنے والی خبریں بتاتی ہیں کہ مسیح موعود کی پیشگوئی ایک دباؤ پڑے گی اسی کے متعلق تھی۔ تو یہ واستغفار کا وقت ہے۔ کہ خدا تعالیٰ فرما دے کہ خدا کا نام ہے۔ دعا کا نام ہے۔ دعا کہ ہم وہ مستغفرین۔ کیا اچھا ہو کہ لوگ